زندہ جانوروں کی تول کر خرید و فروخت؟

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدُ الواحِد
مُدرّس و نائبِ مُفتی و فاضِل جامِعہ مدنیّہ

بسم اللہ حامدا ومصلیا

وزن اور تول کے حساب سے زندہ مُرغیوں کی خرید و فروخت تو خاصے بڑے پیمانے پر ہو رہی تھی اَب کچھ عرصے سے دیکھنے میں آرہا ہے کہ خصوصاً بقر عید کے موقع پر زندہ بھیڑ بکریوں کی وزن و تول کے حساب سے خرید و فروخت عروج پر ہے۔

زندہ جانور قابلِ وزن شے نہیں ہے

معلوم ہونا چاہیے کہ زندہ جانور خواہ وہ بھیڑ بکریاں ہوں یا مُرغیاں ہوں یا کوئی اور وزن کی جانے والی چیز نہیں ہیں، کیونکہ وزن سے غرض ہوتی ہے کہ خرید و فروخت کی جانے والی شے کی مقدارِ ثقل معلوم ہو جائے، جبکہ زندہ جانور کو تولنے کے باوجود یہ غرض حاصل نہیں ہوتی کیونکہ زندہ جانور کبھی تو زور لگا کر اپنے آپ کو بھاری کر لیتا ہے اور کبھی اپنے آپ کو ہلکا کر لیتا ہے اور اس وجہ سے اس کے واقعی وزن کو معلوم کرنا ممکن نہیں۔

لابی حنیفۃ رحمہ اللہ رجاز بیع اللحم بالحیوان) لانہ بیع موزون بغیر موزون فیصح کیفما کان کما لو باع الثوب بالقطن۔ وھذا لان الحیوان لیس بموزون بل ھو عددی متفاوت (شرح النقایۃ ص۵۵/۲)

ترجمہ: ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک گوشت کی زندہ جانور کے عوض میں بیع جائز ہے کیونکہ یہ موزونی شے کی غیر موزونی شے کے ساتھ بیع ہے جس طرح کپڑے کی بیع روئی

کے عوض میں ہوتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حیوان موزونی شی نہیں ہے بلکہ عددِی متفاوت شی ہے۔

لان الحیوان لا یوزن عادة ولا یمکن معرفة ثقله بالوزن لانه یخفف نفسه مرة بصلابته ویثقل اخری (هدایه)

کیونکہ حیوان کو وزن کرنے کا رواج نہیں ہے۔ علاوہ ازیں وزن کے ذریعے سے اس کے بوجھ کو معلوم کرنا ممکن نہیں کیونکہ وہ کبھی تو اپنے آپ کو ہلکا کر لیتا ہے اور کبھی بوجھل کر لیتا ہے۔

والحیوان لا یوزن عادة ولا یمکن معرفة ثقله وخفته بالوزن لانه یخفف نفسه مرة ویثقل اخری بضرب قوة فیه فلا یدری ان الشاة خففت نفسها أو ثقلت (عنایه ص۲۶)

حیوان کو وزن کرنے کا رواج نہیں ہے اور وزن کے ذریعے سے اس کے بھاری پن اور ہلکے پن کو معلوم نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ جانور اپنے زور کی وجہ سے کبھی تو اپنے آپ کو ہلکا کر لیتا ہے اور کبھی بوجھل کر لیتا ہے۔ لہٰذا معلوم نہیں کہ بکری نے اپنے آپ کو ہلکا کر لیا ہے یا بوجھل کر لیا ہے۔

لان الموزون حقیقة ما یمکن معرفة مقدار ثقله بالوزن وهذا لا یتحقق فی لحم الشاة الحیة وهو معنی قوله ولا یمکن معرفة ثقله بالوزن لانه ای لان الحیوان یخفف نفسه مرة ویثقل اخری باختصاصه بضرب قوة فیه فلا یدری ان الشاة خففت نفسها أو ثقلت (بنایه)

موزونی شے حقیقتاً وہ ہوتی ہے جس کے بوجھ و ثقل کی مقدار وزن کے ذریعے سے معلوم کی جا سکے۔ زندہ جانور میں یہ ممکن نہیں کیونکہ وہ اپنے اندر موجود اور اس کے ساتھ مختص زور کے ذریعے کبھی اپنے آپ کو ہلکا کر لیتا ہے اور کبھی بوجھل کر لیتا ہے

تول کے حساب سے زندہ جانوروں کی خرید و فروخت جائز نہیں

جب یہ معلوم ہو گیا کہ زندہ جانور موزونی یعنی تولی جانے والی شی نہیں ہے تو اب یہ بات جاننا مشکل نہیں کہ زندہ جانور کی تول اور وزن کے حساب سے خرید و فروخت جائز نہیں کیونکہ جب تولنے کے باوجود ہمیں زندہ جانور کا صحیح وزن معلوم نہیں ہو سکتا تو اُس کی قیمت بھی جو کہ وزن پر مبنی ہے مجہول اور نامعلوم رہی اور خرید و فروخت کا اس طور پر ہونا کہ قیمت نامعلوم ہو صحیح نہیں۔

اس کو مثال سے اس طرح سمجھیں کہ ایک زندہ بکری کا وزن کیا گیا تو اس کا وزن چالیس کلو نکلا، لیکن یہ احتمال ہے کہ جانور نے وزن کیے جانے کے وقت میں اپنے آپ کو بوجھل کر لیا ہو اور اس کا واقعی وزن اُنتالیس کلو ہو۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ اُس نے اپنے آپ کو ہلکا کر لیا ہو اور اس کا واقعی وزن اکتالیس کلو ہو۔ اس طرح سے بکری کا وزن مجہول اور نامعلوم ہو گیا کہ معلوم نہیں اسکا واقعی وزن اُنتالیس کلو ہے یا چالیس کلو ہے یا اکتالیس کلو ہے اور وزن تو مجہول ہوا ہی ہے قیمت (یعنی ثمن) بھی مجہول اور نامعلوم ہو گئی کیونکہ اگر ثمن و قیمت پچاس روپے فی کلو ہو تو اب معلوم نہیں کہ اسکی قیمت پورے دو ہزار روپے ہے یا اُن سے پچاس کم ہے یا اُن پر پچاس زائد ہے۔

شریعت ہر اس سودے کو جس میں خرید و فروخت کی جانے والی شے کی مقدار نامعلوم ہو یا اس کی قیمت نامعلوم ہو ناجائز کہتی ہے، کیونکہ اس میں احتمال ہوتا ہے کہ بائع و مشتری کے درمیان اس جہالت کی وجہ سے جھگڑا کھڑا ہو جائے۔

جَب یہ بات واضح ہو گئی کہ وزن کے حساب سے زندہ جانور کی خرید و فروخت یعنی جس میں قیمت وزن پر مبنی ہو جائز نہیں تو اب یہ دیکھنا باقی رہا کہ کیا موجودہ طرز کی اصلاح ممکن ہے یا نہیں؟

تول کر زندہ جانور کی خرید و فروخت کا صحیح طریقہ

موجودہ طرز کی اصلاح کے لیے ضروری ہے کہ بائع اور مشتری وزن کے حساب سے جانور کی خرید و فروخت اور عدد کے حساب سے جانور کی خرید و فروخت کے درمیان فرق کو ملحوظ رکھیں۔

اس فرق کو مثال سے سمجھیے:

آپ چالیس روپے فی کلو کے حساب سے ڈھائی کلو کی ایک زندہ مُرغی خریدتے ہیں۔ آپ نے اس کی قیمت سو روپے ادا کی۔ ذرا دیر بعد آپ نے اس مُرغی کو دوبارہ تولا اس مرتبہ اس کا وزن مثلاً دو سو گرام کم نکلا۔ اَب آپ خیال کرتے ہیں کہ مُرغی فروش نے وزن کرنے میں کچھ خیانت کی اور آپ سے آٹھ روپے زائد وصول کیے۔ ہوسکتا ہے کہ آپ صبر کر کے خاموش ہوجائیں اور ہوسکتا ہے کہ آپ مُرغی فروش کو پکڑ لیں کہ تُو نے مجھ سے دھوکا کیا۔

اس کے بالمقابل اگر ایک مُرغی فروش اپنے ہاں یہ اعلان لکھ کر لگا دیتا ہے کہ مُرغی کا وزن فقط مُرغی کی مقدارِ ثقل اور اس کی قیمت کا اندازہ کرنے کے لیے ہے اور مُرغی کی فروخت عدد کے حساب سے ہے تو جَب آپ نے ڈھائی کلو کی مُرغی کے سو روپے ادا کیے تو مُرغی فروش بھی اور آپ بھی جو کہ خریدار ہیں اس بات کو سمجھ رہے ہیں کہ مرغی کی قیمت اس کے وزن پر مبنی نہیں ہے، بلکہ وزن مُرغی کی قیمت کا تقریبی اندازہ کرنے کے لیے کیا گیا ہے بلکہ یُوں کہیے کہ خرید و فروخت میں مُرغی کے وزن کا سرے سے اعتبار نہیں ہے، وزن کر کے مُرغی کی قیمت کا اندازہ کیا گیا ہے اور سودا بعد میں مُرغی کے عدد کے حساب سے ہو رہا ہے۔ اس صُورت میں اگر بعد میں آپ کے وزن کرنے پر دو سو گرام وزن کم نکلا تو آپ خیانت کا الزام نہیں لگا سکتے کیونکہ سودے میں وزن کا اعتبار تو سرے سے ہُوا ہی نہیں۔

یہ تو ایک مُرغی کی خرید و فروخت کی مثال ہے۔ اگر زندہ مُرغیوں سے بھرا ہُوا پُورا ٹوکرا وزن کر کے وزن کے حساب سے فروخت کیا جائے تو تفاوت اور زیادہ ہوسکتا ہے۔

جب مذکورہ بالا فرق سمجھ گئے تو اصلاح کی یہ صورت سامنے آگئی کہ قیمت کا محض اندازہ کرنے کے لیے تول لیا جائے۔ پھر جَب خرید و فروخت کی جائے تو عدد کے حساب سے کی جائے یعنی اس طرح کہ اس مرغی کی قیمت سو روپے ہے یا اس طرح کہ یہ مرغی جس کا تقریبی وزن ڈھائی کلو اس کی قیمت سو روپے ہے۔ اسی طرح یہ سو مُرغیاں جن کا تقریبی وزن ڈھائی سو کلو ہے ان کی قیمت چار ہزار روپے ہے۔

اصل مسئلہ تو یہاں تک بیان ہوچکا۔ آخر میں دو تنبیہات ذکر کی جاتی ہیں۔

تنبیہہ نمبر ۱: بعض حضرات کا کہنا ہے کہ "تولنے کے ذریعے یہ جاننا مقصود ہوتا ہے کہ

جانور کتنا پُر گوشت ہے۔ جب یہ بات تُلنے سے واضح ہوگئی تو سودا عدداً ہی ہوتا ہے لہٰذا وہ عددی ہی شمار ہوگا۔"

یہ بات اس وقت تو صحیح ہے جب بائع اور مشتری دونوں یہ بھی جانتے ہوں کہ زندہ جانور موزونی شی نہیں ہے اور اس فرق سے بھی باخبر ہوں جو ہم نے وزن کے حساب سے خرید و فروخت اور عدد کے حساب سے خرید و فروخت کے درمیان ہے اس فرق کو ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں۔

لیکن عوام تو ان دونوں باتوں سے بے خبر ہیں اور وہ اس کو موزونی سمجھ کر ہی خرید و فروخت کرتے ہیں اور عملاً ایسا ہو بھی رہا ہے کہ دکاندار مثلاً یہ کہتا ہے کہ ہمیں دو سو کلو مُرغی دے دو۔ اور چونکہ اس کو مبیع کی مقدار کی جہالت اور قیمت کی جہالت لازم ہے لہٰذا اسکے صحیح ہونے کی کوئی صُورت نہیں۔

تنبیہ نمبر ۲: بہت سے حوالجات میں مثلاً ہدایہ، فتح القدیر، عنایہ، بحرالرائق، کفایہ، بنایہ اور مجمع الانہر میں حیوان کے بارے میں ایک وجہ یہ لکھی ہے۔ لانہ لایوزن عادۃ (حیوان کو وزن کرنے کا رواج نہیں ہے۔)

اس سے کوئی یہ خیال کرے کہ حیوان کے موزونی شے نہ ہونے کی وجہ ایک یہ تھی کہ رواج نہیں تھا اور اب چونکہ رواج بن گیا ہے، لہٰذا موزونی نہ ہونے کی یہ وجہ تو منتفی ہوگئی۔

اس بارے میں یہ وضاحت مناسب ہے کہ اگرچہ شریعت نے غیر منصوص میں رواج کا خیال رکھا ہے جیسا کہ مجمع الانہر میں ہے۔

فان قلت: لم جاز بیع لحم الطیر بعضہ ببعض متفاضلا مع انہ جنس واحد ولم یتبدل بالصفۃ۔ قلنا انما جاز لانہ غیر موزون عادۃ فلم یکن مقدرا فلم توجد العلۃ۔ فحاصلہ ان الاختلاف باختلاف الاصل او المقصود او بتبدل الصفۃ۔ وفی الفتح ینبغی ان یستثنی عن لحوم الطیر الدجاج والاوز لانہ یوزن فی عادۃ اھل مصر (مجمع الانہر ص۸۸ ج۲)

اگر تم کہو کہ پرندے کا گوشت پرندے کے گوشت کے عوض میں کمی بیشی کے ساتھ فروخت کرنا کیوں جائز ہے جبکہ وہ ایک ہی جنس ہے اور صفت میں بھی تبدیلی نہیں ہے۔

ہم جواب میں یہ کہتے ہیں کہ پرندے کے گوشت کو وزن کرنے کا رواج نہیں ہے۔ لہٰذا یہ مقدار والا نہیں ہے اور اس طرح کمی بیشی کی حرمت کی علت بھی نہیں پائی گئی... اور فتح القدیر میں ہے کہ پرندے کے گوشت میں سے مُرغی اور بطخ کا گوشت مستثنٰی ہونا چاہیے، کیونکہ اہل مصر کے ہاں اس کو وزن کرنے کا رواج ہے۔

لیکن حیوان کے غیر موزونی ہونے کی اصل وجہ یہی ہے کہ اس کے ثقل و بوجھ کی مقدار معلوم نہیں ہوسکتی۔ اس لیے جہاں یہ لکھا ہے کہ حیوان کو وزن کرنے کا رواج نہیں ہے وہاں یہ اصل وجہ بھی تحریر ہے۔ جیسا کہ شروع میں ذکر کیے گئے حوالجات سے واضح ہے اور بعض نے فقط اصل وجہ ہی پر اکتفا کیا، مثلاً شرح الیاس میں اور شرح النقایہ میں۔ غرض رواج کی وجہ کا ذکر اتفاقی ہے کہ ان حضرات کے دَور میں حیوان کو وزن کرنے کا رواج بھی نہیں تھا احترازی نہیں ہے کہ اَب اگر رواج چل نکلا ہے تو ہمارے لیے اس کے موزونی ہونے کی کچھ وجہ بن جائے۔

مجمع الانہر کے حوالے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ موزونی ہونے کے لیے اوّلاً شی ایسی ہو کہ اپنی ذات کے اعتبار سے وہ قابلِ وزن ہو جیسا کہ پرندے کے گوشت کی مثال مذکور ہوئی۔ پھر اس کے بعد وزن کرنے کا رواج بھی ہو۔ اگر پہلی بات موجود ہے اور دوسری بات، یعنی رواج مفقود ہے تو ہوسکتا ہے کہ رواج کبھی بن جائے جیسا کہ مُرغی اور بطخ کے گوشت میں ذکر کیا، لیکن اگر پہلی بات ہی مفقود ہو تو غیر موزونی ہونا دائمی ہے۔ پھر اگر دوسری بات بھی مفقود ہو تو غیر موزونی ہونے کے لیے ایک اور دلیل بھی بن گئی ورنہ اس کا کچھ اعتبار نہ ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

○

اطّلاع تبدیلی فون نمبر مکان مولانا رشید میاں صاحب

نیا نمبر		پرانا نمبر
۲۰۹۰۵۲	○	~~۲۰۵۱۸۸~~